از عدالتِ عظمیٰ

6 دسمبر 1954

دھیریندرا چندر پال

بنام

ایسوسی ایٹڈ بینک آف ٹریپورا لمیٹڈ (مساوات میں)

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس، بھگوتی، جاگن-ناداداس اور وینکٹارامااائیر جسٹس صاحبان

بینکنگ کمپنیز ایکٹ (X، سال 1949)، دفعہ 45-G-45 ،B (ایکٹ XX، سال 1950 کے ذریعے داخل کیا گیا)-دفعہ 45-B کے تحت طے شدہ دعوے- عمل کرنے کا طریقہ کار۔

بینکنگ کمپنیز ایکٹ، 1949 کا مقصد کاروبار بند کرنے میں کارروائی کو مستعدی سے اور تیزی سے ختم کرنے کے لیے ایک مشینری فراہم کرنا ہے اور ایکٹ کی کسی مخصوص توضیع کی عدم موجودگی میں یا ایکٹ کی دفعہ 45-G (ایکٹ XX، سال 1950 کے ذریعہ شامل) کے تحت ہائی کورٹ کے ذریعہ بنائے گئے کسی بھی قواعد کی عدم موجودگی میں، ایکٹ کی دفعہ 45-B کے تحت تمام دعووں کا فیصلہ کرنے کا عام طریقہ کار (ایکٹ XX، سال 1950 کے ذریعہ شامل) ایک سمری کارروائی ہونی چاہئے۔ لیکن عدالت اپنی صوابدید پر ہدایت دینا مناسب سمجھ سکتی ہے یا عدالت عالیہ کے قواعد یہ فراہم کرسکتے ہیں کہ کیے گئے دعوے کی نوعیت اور اس طرح کے دعوے میں شامل سوالات کے پیش نظر مقدمہ مناسب علاج ہے۔

سری بینک بنام مکھرجی ([1950] 55 سی۔ ڈبلیو۔ این۔ 400)، کا حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 91، سال 1953۔

بنیادی ڈگری نمبر 56، سال 1951 سے اپیل میں کلکتہ میں بااختیارِ عدالتِ عالیہ کے 12 ویں دن کے فیصلے اور ڈگری سے اپیل جو کہ مقدمہ نمبر 3993، سال 1950 میں اپنے عام بنیادی دیوانی دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے مذکورہ عدالت عالیہ کے 8 ویں دن مارچ 1951 کی ڈگری سے پیدا ہوتی ہے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایچ جے امریگر، رامیشور ناتھ اور راجندر نارائن۔

مدعاعلیہ کی طرف سے اے این سنہا اور پی سی دتہ۔

6.1954 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ جگناداس جسٹس نے سنایا۔

یہ کلکتہ عدالت عالیہ کی اجازت سے آئین کے آرٹیکل 133(1)(c) کے تحت اپیل ہے، اس کے اپیلیٹ دائرہ اختیار میں اس کے فیصلے سے عدالت کے ایک جج کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس میں شامل نقطہ مختصر ہے اور مندرجہ ذیل حقائق پر پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے سامنے مدعاعلیہ، ایسوسی ایٹڈ بینک آف تریپورہ لمیٹڈ، 19 دسمبر 1949 کو کاروبار بند کرنے کے عمل میں چلا گیا۔ کاروبار بند کرنے سے ایک ماہ پہلے، یعنی 19 نومبر 1949 کو ہمارے اور بینک کے سامنے اپیل کنندہ نے ایک قرارداد کیا جس کے تحت اپیل کنندہ زمین کے ایک مخصوص حصے کے سلسلے میں بینک کا کرایہ دار بن گیا۔ کرایہ داری کے معاہدے کی شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ اپیل کنندہ کو 24 گھنٹے کے نوٹس پر زمین خالی کرنی چاہیے۔ بینک کے کاروبار بند کرنے کے بعد مسئول تسویہ حساب نے 18 اپریل 1950 کو اپیل کنندہ کو ایک نوٹس جاری کیا جس میں اس کی کرایہ داری ختم کرنے اور اس سے زمین خالی کرنے اور اپریل 1950 کے آخر تک قبضہ حوالے کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ ایسا نہ کرنے کے بعد، مسئول تسویہ حساب نے اپیل کنندہ کو نکالنے کے لیے بینکنگ کمپنیز ایکٹ کی دفعہ 45-B کے تحت عدالت عالیہ کی اصل طرف سے درخواست دائر کی اور 10 جولائی 1950 کو اس کے خلاف ایک طرفہ ڈگری حاصل کی۔ 28 اگست، 1950 کو، اپیل کنندہ نے ایک طرفہ ڈگری کو کالعدم کرنے کے لیے درخواست دی لیکن درخواست 7 ستمبر، 1950 کو مسترد کر دی گئی۔ نتیجتاً اپیل کنندہ نے 12 ستمبر 1950 کو عدالت عالیہ کے اصل حصے میں موجودہ مقدمہ دائر کیا، جس میں یہ اعلان کرنے کا مطالبہ کیا گیا کہ اس کے خلاف ایک طرفہ ڈگری دائرہ اختیار کے بغیر کی گئی تھی اور یہ کالعدم تھی اور مذکورہ ایک طرفہ ڈگری کے باوجود وہ کرایہ دار ہی رہا۔ شکایت میں ڈگری کو دائرہ اختیار یا کالعدم ہونے کا دعوی کرنے کی وجہ کا خاص طور پر ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن مقدمے کی سماعت میں لیا گیا نقطہ یہ تھا کہ عدالت کو کسی درخواست پر شروع کی گئی سمری کارروائی میں اپیل کنندہ کو تباہ شدہ زمین سے نکالنے سے متعلق سوال سے نمٹنے کا کوئی اختیار نہیں تھا، لیکن وہ صرف باقاعدگی سے

قائم کیے گئے مقدمے پر ڈگری پاس کر سکتی تھی۔ یہ دلیل 24 اگست 1950 کو کلکتہ عدالت عالیہ کے ایک فیصلے کی بنیاد پر اٹھائی گئی تھی، جس میں کہا گیا تھا کہ دفعہ B-45 کے تحت اس طرح کی راحت کے سلسلے میں سمری کارروائی قابل قبول نہیں ہے لیکن یہ کہ مقدمہ دائر کرنا ہوگا۔

اس فیصلے کی اطلاع سری بینک بنام مکھرجی ([1]) میں دی گئی ہے۔ فاضل ٹرائل جج جس کے سامنے موجودہ مقدمہ آیا اس کی رائے تھی کہ اگرچہ خارج کرنے کے لیے ایک طرفہ ڈگری غلط کارروائی پر حاصل کی گئی تھی، لیکن عدالت میں دائرہ اختیار کی کوئی موروثی کمی نہیں تھی اور یہ کہ ڈگری کے غلط کارروائی میں حاصل ہونے کی حقیقت اسے کالعدم نہیں بناتی۔ فاضل جج کے اس نظریے کی تصدیق اپیلٹ بنچ نے کی۔

ہمارے سامنے اس بات پر اختلاف نہیں کیا گیا ہے کہ اپیل کنندہ کو زمین سے نکالنے کے ذریعے راحت وہ ہے جو بینکنگ کمپنیز ایکٹ کی دفعہ B-45 کے دائرہ کار میں آتی ہے اور یہ کہ مسئول تسویہ حساب عدالت عالیہ میں مناسب کارروائی کے ذریعے مذکورہ راحت حاصل کر سکتا ہے۔ درحقیقت، فاضل اپیلٹ ججوں نے خاص طور پر فیصلہ دیا کہ عدالت کو دفعہ B-45 کی بنا پر تنازعہ کے موضوع پر دائرہ اختیار حاصل ہے اور اس نظریے کو دفعہ کی وسیع اور جامع زبان کو مدنظر رکھتے ہوئے چیلنج نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن جس چیز پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ عدالت نے سری بینک کیس (اوپر) میں لیے گئے اس نظریے پر عمل کرتے ہوئے (جس کی درستگی کو اس کے سامنے چیلنج نہیں کیا گیا تھا) کہ اس طرح کی راحت حاصل کرنے کے لیے مناسب کارروائی صرف ایک مقدمہ تھا، اسے مستقل طور پر اس کے ساتھ، محض درخواست پر حاصل کی گئی ڈگری کو غلط قرار دینا چاہیے تھا۔ سوال کے نیچے عدالت میں۔ اس بارے میں کہ آیا غلط کارروائی پر حاصل کی گئی ڈگری اتنی مکمل طور پر دائرہ اختیار کے بغیر تھی کہ اسے کالعدم قرار دیا گیا یا آیا اسے صرف ریلیف حاصل کرنے کے طریقے میں محض بے ضابطگی کی وجہ سے خراب کیا گیا تھا، اور اس وجہ سے یک جدی کی کارروائی میں اعتراض کرنے کے لیے کھلا نہیں تھا، یہ تفصیلی غور و فکر کا موضوع تھا۔ تاہم، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس پر غور کرنا اور یہ فیصلہ کرنا زیادہ تسلی بخش ہوگا کہ آیا بنیادی مفروضہ جس نے اس دلیل کو جنم دیا، یعنی کہ دفعہ B-45 کے تحت مناسب کارروائی صرف ایک مقدمہ تھا نہ کہ درخواست، درست ہے۔ اس مقصد کے لیے متعلقہ حصوں

کا نوٹس لینا ضروری ہے۔ بینکنگ کمپنیز ایکٹ، 1949 کی دفعہ 45-A، جیسا کہ ایکٹ XX، سال 1950 کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے، ایکٹ کے حصہ III اور حصہ III-A کے مقاصد کے لیے 'عدالت' کی تعریف اس طرح کرتی ہے کہ "عدالت عالیہ اس جگہ پر دائرہ اختیار کا استعمال کرتی ہے جہاں متعلقہ بینکنگ کمپنی کا اندراج شدہ دفتر واقع ہے، جسے ختم کیا جا رہا ہے"۔ مذکورہ دفعہ یہ بھی فراہم کرتا ہے کہ "بھارتیہ کمپنیز ایکٹ، 1913، یا اس کے تحت جاری کردہ کسی نوٹیفکیشن، حکم یا ہدایت میں یا فی الحال نافذ کسی دوسرے قانون میں اس کے برعکس کسی بھی چیز کے باوجود، کسی بھی دوسری عدالت (یعنی مذکورہ بالا بیان کردہ عدالت کے علاوہ کوئی عدالت) کو بینکنگ کمپنی کے خاتمے سے متعلق یا اس سے پیدا ہونے والے کسی معاملے پر غور کرنے کا دائرہ اختیار نہیں ہو گا۔" اگلا دفعہ 45-B(1) ہے جو مندرجہ ذیل شرائط میں ہے:

"بھارتیہ کمپنیز ایکٹ، 1913، یا اس وقت نافذ کسی دوسرے قانون میں اس کے برعکس کچھ بھی ہونے کے باوجود، عدالت کو کسی بھی بینکنگ کمپنی کے ذریعے یا اس کے خلاف کیے گئے تمام دعووں اور جائیدادوں کے تمام سوالات و دیگر تمام سوالات، چاہے وہ قانون یا حقیقت کے ہوں، جو عدالت نوٹس میں آنے والی بینکنگ کمپنی کے خاتمے سے متعلق ہوں یا اس کے دوران پیدا ہوں، کا فیصلہ کرنے کا مکمل اختیار ہو گا۔

توضیحات 45-G عدالت کو ایکٹ کے تحت دعووں کے فیصلے و دیگر کارروائیوں کے لیے کارروائی کے طریقے سے متعلق ایکٹ کے مطابق قواعد بنانے کا اختیار دیتی ہے۔ حصہ III-A میں حصوں کا یہ گروپ بھارتیہ کمپنیز ایکٹ کی متعلقہ دفعات سے ایک وسیع انحراف تشکیل دیتا ہے۔ اس کے مختلف حصوں کے تحت مسئول تسویہ حساب، کسی کمپنی کو بند کرنے کا حکم دیے جانے کے بعد، کاروبار بند کرنے کے عمل کو تیز کرنے اور اس کی مدد کے لیے کچھ اختیارات استعمال کرنے کے لیے کمپنی عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔ عام طور پر اس مقصد کے لیے اپنایا جانے والا طریقہ کار درخواست کے ذریعے ہوتا ہے۔ لیکن ان معاملات کا دائرہ کار محدود ہے جن کے سلسلے میں مسئول تسویہ حساب سمری طریقہ کار کے ذریعے کمپنی عدالت کی مدد حاصل کر سکتا ہے۔ دیگر معاملات کے سلسلے میں اور خاص طور پر اثاثے اکٹھا کرنے یا تیسرے فریق سے جائیدادوں کی وصولی کے معاملے میں، (دفعہ 185 اور 186 کے تحت

نہیں) مسئول تسویہ حساب کو عام طریقے سے مناسب عدالت کی مدد طلب کرنی ہوگی۔ جیسا کہ معروف ہے کہ یہ بہت زیادہ ناگزیر تاخیر اور اخراجات کا باعث بنتا ہے۔ جب 1949 میں بینکنگ کمپنیوں کے حوالے سے خصوصی قانون سازیہ کی گئی تو یہ بیان کردہ مقاصد میں سے ایک تھا، ایک ایسی مشینری فراہم کرنا جس کے ذریعے بینکنگ کمپنیوں کو ختم کرنے کی کارروائی کو تیز کیا جاسکے اور اسے تیزی سے ختم کیا جاسکے۔ تاہم، یہ پایا گیا کہ ایکٹ، سال 1949، جیسا کہ اصل میں نافذ کیا گیا تھا، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ناکافی تھا۔ یہی وہ صورت حال ہے جس میں ترمیم ایکٹ، سال 1950 نے ایکٹ، سال 1949 میں ایک پورا باب، حصہ III-A متعارف کرایا، جو "اختتامی کارروائی کو تیزی سے نمٹانے کے لیے خصوصی توضیعات" کے عنوان کے تحت 45-A سے 45-H پر مشتمل ہے۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس پالیسی اور ترمیم شدہ قانون کی اسکیم کے مطابق، جہاں مسئول تسویہ حساب کو قانونی طور پر اس کے دائرہ کار میں آنے والے معاملات کے سلسلے میں راحت کے لیے دفعہ 45-B کے تحت عدالت سے رجوع کرنا پڑتا ہے، وقت اور اخراجات پر مشتمل مقدمے کے ذریعے تفصیلی کارروائی، جس سے کاروبار بند کرنے کے تحت کمپنی کے حتمی مفادات کو نقصان پہنچے، پر غور نہیں کیا گیا۔ خود ایکٹ میں اس سلسلے میں کسی مخصوص شق کی عدم موجودگی میں اور دفعہ 45-G کے تحت متعلقہ عدالت عالیہ کی طرف سے بنائے گئے کسی بھی قواعد کی عدم موجودگی میں، دعویٰ کی نوعیت اور اس میں شامل سوالات کو مدنظر رکھتے ہوئے، طریقہ کار کو عدالت فیصلے اور صوابدید پر چھوڑ دیا جانا چاہیے۔

سری بینک مقدمہ (اوپر) میں، براہ راست غور کے لیے پیدا ہونے والا سوال حد کا تھا۔ لیکن اس پر غور کرتے ہوئے اور جب اس دلیل کے ساتھ دباؤ ڈالا گیا کہ، اگر مناسب کارروائی کسی درخواست کے ذریعے تھی اور مقدمہ نہیں، تو حد بندی کے سوال کے حوالے سے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں، تو فاضل ججوں نے اس بات پر غور کرنا غیر ضروری محسوس کیا کہ آیا حد بندی ایکٹ دفعہ 45-B کے تحت درخواستوں پر لاگو ہوتا ہے یا نہیں اور اگر ایسا ہے تو ایسی درخواستوں کو چلانے کی مدت کیا ہوگی۔ انہوں نے اپنے سامنے مخصوص مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لیے آگے بڑھایا، یعنی بینک کے واجب الادا قرض سے متعلق مقدمہ، اس خیال پر کہ "کمپنیز ایکٹ یا بینکنگ کمپنیز ایکٹ میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو مسئول تسویہ حساب کو کمپنی جج کو درخواست جیسی سمری کارروائی کے ذریعے بینکنگ کمپنی کے قرض دہندگان

سے قرض وصول کرنے کی اجازت دیتا ہے" اور اس لیے فیصلہ دیا کہ وصولی کے لیے کوئی درخواست نہیں ہوگی اور صرف ایک مقدمہ لایا جانا چاہیے تھا جس کے لیے حد بندی کی مدت حد بندی ایکٹ میں فراہم کردہ عام مدت تھی۔ فاضل ججوں کے احترام کے ساتھ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ بینکنگ کمپنیز ایکٹ کی دفعہ 45-B کے تحت ضروری یا منظور شدہ کارروائی کی نوعیت کے بارے میں یہ نقطہ نظر درست نہیں تھا۔ سوال یہ نہیں ہے کہ آیا دفعہ 45-B نے سمری کارروائی کی اجازت دی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا دفعہ نے یقینی طور پر کارروائی کا کوئی خاص طریقہ تجویز کیا ہے اور کیا ایکٹ کی پالیسی کے مطابق یہ فرض نہیں کیا جانا چاہیے کہ مسئول تسویہ حساب کو کوئی تیز رفتار اور سستی دادرسائی دستیاب ہونا چاہیے، جب تک کہ عدالت اپنی صوابدید پر ہدایت دینا مناسب نہ سمجھے یا عدالت عالیہ کے قواعد میں یہ شرط عائد کی گئی ہو کہ کسی مخصوص نوعیت کے دعوے کی پیروی کسی مقدمے کے ذریعے کی جانی چاہیے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دفعہ 45-B صرف رقم کی وصولی یا منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کی بازیابی کے دعووں تک محدود نہیں ہے، بلکہ ہر طرح کے دعووں کو سمجھتی ہے جو ختم ہونے سے متعلق ہیں یا اس کے دوران پیدا ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ عام کارروائی جس پر غور کیا گیا ہے اسے درخواست کے ذریعے ایک خلاصہ کارروائی کے طور پر لیا جانا چاہیے۔

ہماری واضح رائے ہے کہ موجودہ معاملے میں ایک طرفہ ڈگری پاس کرنے والی عدالت سمری درخواست پر اس کے سامنے اٹھائے گئے معاملے کا فیصلہ کرنے اور ایک طرفہ ڈگری پاس کرنے کے لیے مکمل طور پر اہل تھی جسے مقدمے میں چیلنج کیا گیا ہے اور یہ کہ مقدمے کو مسترد کرنے والی نچلی عدالتوں کی ڈگری درست ہے۔ ہمیں حد بندی کے سوال پر کوئی رائے ظاہر نہیں کرنی چاہیے جو سری بینک کیس (اوپر) میں عدالت عالیہ کے سامنے اٹھایا گیا تھا۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا فیصلہ مناسب صورت میں کرنا پڑ سکتا ہے جب اسے براہ راست اٹھایا جائے۔ اس کے مطابق اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔